پیش لفظ

نائن الیون کے واقعے نے ''ٹوئن ٹاورز'' کے انہدام کے ساتھ ہی عالمی حالات میں جو جوہری تبدیلی پیدا کی ہے، وہ ایک عالمی طاقت کی طرف سے بین الاقوامی قوانین، عدل وانصاف، انسانی حقوق اور ہر ملک کی سرحدوں اور اس کے اقتدار اعلیٰ کے احترام کا انہدام ہے۔ ایک انفرادی یا گروہی دہشت گردی کے ردعمل میں (جسے خود ابھی تک کسی عدالتی کارروائی میں ثابت نہیں کیا گیا) اس سے کہیں بڑے پیمانے کی ریاستی اور عالمی دہشت گردی کا آج پوری دنیا کو سامنا ہے۔ یہ کہا جارہا ہے کہ ایک واقعے کی آڑ میں پرانے سامراجی منصوبوں پر تیز رفتاری سے عمل درآمد ہورہا ہے۔ ان منصوبوں کی تخلیق میں تاریخی صلیبی جنگوں کی نفسیات اور تیل کے ذخائر پر تسلط کے خواب پس پردہ عوامل کی حیثیت سے موجود ہیں۔

سوویت یونین کے اختتام کے بعد امریکہ اور ناٹو کی سامراجی جنگی مشین کو ایک نئے دشمن کی تلاش تھی اور وہ دشمن ــــ اسلام اور مسلمان ــــ کی شکل میں نامزد کرلیا گیا ہے۔ اور اس دشمن کے خلاف زبردست پروپیگنڈے کے ساتھ حربی محاذ بھی بہت گرم ہوگیا ہے۔

لیکن۔۔۔

جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ آپ کچھ لوگوں کو بہت دیر تک اور سب لوگوں کو کچھ دیر کے لیے بے وقوف تو ضرور بنا سکتے ہیں مگر تمام لوگوں کو ہمیشہ کے لیے بے وقوف نہیں بنا سکتے۔ جھوٹ اور فریب کا

پردہ چاک ہو کر رہتا ہے۔ یہ ایک دن بلبلے کی طرح پھٹ جاتا ہے اور اندر کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

اب امریکی اور مغربی تحقیق کار اور تجزیہ کار ٹھوس شواہد کے ساتھ یہ سوالات اٹھا رہے ہیں کہ:

— نائن الیون کے واقعات کا خود امریکی ایجنسیوں کی شرکت کے بغیر وقوع پذیر ہونا محال تھا،

— افغانستان کے خلاف فوجی کارروائی کا فیصلہ امریکہ اور برطانیہ نائن الیون سے برسوں پہلے کر چکے تھے۔ اس منصوبے کا بنیادی مقصد افغانستان کے راستے سوویت یونین کی نوآزاد ریاستوں میں واقع تیل اور گیس کے وسیع ذخائر تک رسائی حاصل کرنا تھا،

— عراق پر قبضے کا منصوبہ امریکی حکمراں ۱۹۹۰ء کی دہائی سے بنا رہے تھے جس کا بڑا محرک عراق کے تیل کے ذخائر پر تسلط حاصل کرنا تھا،

— پورے مشرق وسطیٰ اور عالم اسلام میں قومیتوں اور فرقہ واریت کی بنیاد پر خانہ جنگی کرا کے عرب اور مسلم ملکوں کو بلقان کی طرح چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کرنے کی امریکی اور اسرائیلی سازش اور منصوبے بہت پہلے سے تیار تھے۔

مغربی اور امریکی ماٰخذ سے آنے والی ان چشم کشا دستاویزات کو بنیاد بنا کر ہمارے دیرینہ دوست اور تحقیق کار جناب ثروت جمال اصمعی نے اس کتاب میں عالم اسلام کا موقف اور مقدمہ عالمی رائے عامہ کے سامنے پیش کیا ہے۔ ان کا اسلوب سادہ، منطقی، غیر جذباتی اور ہر انصاف پسند کو اپیل کرنے والا ہے۔ انہوں نے نہ صرف مغربی رائے عامہ کو مخاطب کیا ہے بلکہ دردِ دل کے ساتھ امت مسلمہ کو بھی اپنی کمزوریوں پر متوجہ کیا ہے۔

میری نظر میں یہ بہت مفید مطالعہ تیار ہو گیا ہے۔ انگریزی زبان میں انصاف پسند مغربی اسکالرز نے بہت سے کام کیے ہیں جو نہایت قابل قدر ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس طرح

کے موضوعات پر ان کاموں سے استفادہ کرتے ہوئے دیگر مطالعات بھی تیار ہوں۔ مجھے یہ بھی امید ہے کہ آئندہ پیش آنے والے نئے واقعات، نئے حوادث اور نئے انکشافات مسلمانوں کے اس مقدمے کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لیے نئے دلائل فراہم کرتے رہیں گے اور بالآخر دنیا میں انصاف اور عدل ہی کی بالادستی ہوگی۔

خورشید احمد

۱۱جون ۲۰۰۸ء، اسلام آباد